امام مہدی اور ان کے انصار کا

نعرہ، پگڑی اور جھنڈا





تحریر:

زین العابدین

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

امام مہدی اور ان کے انصار کا

نعرہ، پگڑی اور جھنڈا

تحریر:

زین العابدین

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

پیش لفظ

حضرت امام مہدی اس امت کے آخری مجدد ہیں، آپ خلافت علی منہاج النبوۃ قائم کریں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے۔ آپ کے متعلق کافی تفصیلات احادیث میں بیان ہوئی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل کے ساتھ آپ کا نام و نسب، حلیہ و دیگر جسمانی خصوصیات اور زمانی و مکانی علامات بیان فرمائی ہیں۔ اس لیے بھی کہ کہیں کوئی کوئی مدعی مہدویت جھوٹے دعووں کے ذریعے امت کو گمراہ نہ کرسکے، اور اس لیے بھی کہ سچے مہدی کی پوری پہچان امت کو حاصل ہو، اور امت اس کی نصرت کے شرف سے محروم نہ رہے۔

ان علامات میں تین چیزیں جو اہمیت کی حامل ہیں نعرہ، پگڑی اور جھنڈا ہے، ان سے سچے امام مہدی کی پہچان ہوگی۔ ان کا روایات میں ذکر موجود ہے، ذیل میں ہم نے ان احادیث وروایات کو جمع کیا ہے، اور متعلقہ تفصیلات ذکر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو شرفِ قبول نصیب فرمائے اور اس کاوش کو امام مہدی کی نصرت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین یارب العالمین

زین العابدین

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مدرس جامعہ دارالعلوم بڈھ بیر پشاور

فروری2024

فہرست





أَمِتْ أَمِتْ

حضرت امام مہدی اور آپ کے ساتھیوں کا نعرہ أَمِتْ أَمِتْ ہو گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

عن عَلِيٍّ رضي الله عنه يَقُولُ: يَخْرُجُ فِي اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا إِنْ قَلُّوا أو خَمسَةَ عَشَرَ أَلْفًا إِنْ كَثُرُوا، يَسِيرُ الرُّعبُ بَينَ يَدَيه، لَا يَلْقَاه عَدُوٌّ إلا هَزَمَهُم بِإِذْنِ الله، شِعَارُهُم أَمِتْ أَمِتْ، لَا يُبَالُونَ فِي الله لَومَةَ لَائِمٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيهم سبعُ رَايَاتٍ مِنَ الشَّامِ فَهَزَمَهُم، و يَملِكُ فَتَرْجِعُ إِلى النَّاسِ مَحَبَّتُهم و نِعمَتُهم و فَاَصَتُهم و بَزَازَتُهم، فلا يَكُونُ بعدَهم إلَّا الدجَّال. قلنا و ما الفاصة والبزازة؟ قَالَ: يَفِيضُ الأمرُ حتّى يَتَكَلَّمَ الرَّجُلُ بِمَا شَاءَ، لَا يَخشىٰ شَيئًا. (رواه نعيم بن حماد في كتاب الفتن، رقم: ١٠٠٥)

ترجمہ: امام مہدی کم از کم بارہ ہزار اور زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار افراد کے درمیان نکلیں گے، آپ کا رعب آپ سے آگے آگے پڑے گا، کوئی بھی دشمن جو آپ سے لڑے گا اللہ کے حکم سے شکست کھائے گا، ان کا شِعار یعنی نعرہ أَمِتْ أَمِتْ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی کی ملامت کی

کئی پرواہ نہیں کریں گے۔ شام میں ان کے مقابلے میں سات جھنڈوں والے نکلیں گے تو انہیں بھی شکست دیں گے، اور جب امام مہدی کی حکومت قائم ہو جائے گی تو لوگوں کے درمیان محبتیں اور نعمتیں واپس لوٹ آئیں گی، اور لوگ کسی کا خوف کئے بغیر آزادی کے ساتھ بات کر سکیں گے، آپ کے بعد صرف دجال (کا فتنہ) ہو گا۔

رسول اللہ ﷺ عظیم ہمت والے تھے، عزم و حوصلہ پہاڑ جیسا تھا، بڑے بڑے حادثات سے نبرد آزما ہوئے، تکلیفیں اور مصیبتوں کے وہ پہاڑ ٹوٹے کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے بارے میں اتنی اذیتیں دی گئیں کہ کسی کو بھی اتنی اذیتیں نہیں دی گئی ہوں گی، لیکن اللہ کے لیے آپ نے سب کچھ برداشت کیا، بہادری و شجاعت آپ ﷺ کی رگ رگ میں تھی، آپ کے کلمات صحابہ کرام کو حوصلہ بخشتے تھے۔ عزم و ہمت دلاتے تھے اور ثابت قدمی پر قائم رکھتے۔

یہ کلمات دورانِ جنگ مسلمانوں کا شعار یعنی نعرہ ہوتے۔ جس کا اثر یہ ہوتا تھا کہ صحابہ کرام بے جگری سے لڑتے، دشمن کی صفوں کو چیر کر رکھ دیتے، بڑے سے بڑے لشکر کا خوف دل میں نہ لاتے، ان کی بہادری کے قصے انسانی عقل کے لیے آج بھی حیران کن ہیں۔

مختلف جنگوں میں مسلمانوں کے یہ نعرے مختلف رہے ہیں:

ومنها: عَنْ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِي صُفْرَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنْ بُيِّتُّمْ فَلْيَكُنْ شِعَارُكُمْ حم لَا يُنْصَرُونَ. (رواه أبو داود، رقم: ٢٥٩٩)

ترجمہ: مہلب بن ابی صفرہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک صحابی نے یہ روایت بیان کی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا کہ: اگر تم پر رات کو شب خون مارا جائے تو تمہارا اشعار (نعرہ) حم لا يُنْصَرُونَ کے الفاظ ہونے چاہئیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "حم اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، گویا اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھا کر یوں کہا کریں کہ "ان کافروں کی مدد نہیں کی جائے گی"

ابو داود کی ایک روایت میں مروی ہے کہ:

وعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ شِعَارُ الْمُهَاجِرِينَ عَبْدُ اللَّهِ وَشِعَارُ الأَنْصَارِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ. رواه أبو داود (٢٥٩٧)

"حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جنگ میں) مہاجرین کا نعرہ "عبد اللہ" کے الفاظ ہوتے، اور انصار کا نعرہ "عبد الرحمن" کے الفاظ ہوتے۔

غزوۂ اُحد میں نعرہ اَمِت اَمِت تھا

انہی نعروں میں ایک نعرہ أَمِتْ أَمِتْ کا بھی ہے۔

تاریخ ابن ہشام میں لکھا ہے کہ غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کا شِعار "أَمِتْ أَمِتْ" تھا۔

و كَانَ شِعَارُ أَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ يومَ أُحُدٍ أَمِتْ أَمِتْ. فيما قال ابن هشام. (الروض الأنف لابن هشام)

ایک حدیث میں منقول ہے:

وعن سلمة قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه زَمَنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَكَانَ شِعَارُنَا: أَمِتْ أَمِتْ. (رواه أبو داود، رقم: ٢٥٩٨)

"حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں جہاد کیا تو ہمارا شعار أَمِتْ أَمِتْ کے الفاظ تھے۔

أَمِتْ أَمِتْ کا معنی ہے "مار دو، مار دو" یہ الفاظ ایک طرف دشمن کو قتل کرنے کا جذبہ ابھارتے ہیں تو دوسری جانب مسلمانوں کے لیے نیک فال کا کام دیتے ہیں کہ دشمن مرکر ختم ہونے والا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کے قول کے مطابق اس امت کے آخری حصے کی اصلاح اسی طریقے سے ہوگی جس طریقے سے امت کے پہلے طبقے کی اصلاح ہوئی تھی، حضرت امام مہدی اسی طرز پر چلیں گے جو آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کا تھا، امام مہدی کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ:

عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: هُوَ رَجُلٌ مِّنْ عِتْرَتِيْ، يُقَاتِلُ عَلٰى سُنَّتِيْ كَمَا قَاتَلْتُ أَنَا عَلَى الوَحْيِ. (أخرجه نعيم بن حماد في كتاب الفتن)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ (مہدی) میری اولاد سے ہوں گے، میری سنت کے مطابق قتال کریں گے، جیسا کہ میں نے وحی کے مطابق قتال کیا ہے۔

جو نعرہ اور شعار اس امت کے پہلے دور میں صحابہ کرام کا تھا، بعینہ یہی شعار آخری دور میں حضرت امام مہدی اور ان کے انصار کا ہوگا۔ کیونکہ آپ کی خلافت کو خلافت علی منہاج النبوۃ قرار دیا گیا ہے، جو اپنے طرزِ حکمرانی میں نبوت کی جانشین ہوگی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی وحی سے ہو رہی تھی، حضرت امام مہدی آپ ﷺ کی سنت سے رہنمائی لے کر اسی طریقے پر چلیں گے، اس لیے آپ کا نعرہ وہی ہوگا جو آپ ﷺ کے دور کا تھا۔ مستدرک حاکم میں ایک اور روایت بھی اسی طرح مروی ہے؛

عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه يقول: ستكونُ فتنةٌ يحصُل الناسُ منها كما يحصل الذهبُ في المَعدِن، فلا تَسُبُّوا أهلَ الشام، وسُبُّوا ظَلَمَتهُم، فإنَّ فيهم الأبدال، وسيُرسِلُ اللهُ إليهم سَيبًا مِن السماء فيُغْرِقَهم حتَّى لو قاتلَتْهم الثعالبُ غلبَتْهم، ثم يَبْعثُ الله عند ذلك رجلاً من عِترة الرسول صلى الله عليه وآله وسلم في اثني عشر ألفا إن قَلُّوا و خمسةَ عشر ألفا إن كَثُرُوا، أمارتُهم أو علامتهم أَمِتْ أَمِتْ على ثلاث راياتٍ يُقَاتِلُهُم أهلُ سبعِ راياتٍ ليس من صاحب رايةٍ إلَّا وهو يطمع بالملك، فيَقْتَتِلُونَ ويُهْزَمُون، ثم يظهر الهاشمي فيَرُدُّ اللهُ إلى الناس ألفتَهم ونعمتَهم، فيكونون على ذلك حتى يَخْرُجَ الدَّجَّالُ. (أخرجه الحاكم في المستدرك، رقم: ٨٧٠١، والطبراني في المعجم الأوسط)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عنقریب ایک فتنہ پھیلے گا، جس کے نتیجے میں لوگ یوں ہو جائیں گے جیسا کہ سونا کندن سے نکلتا ہے، لہٰذا شام والوں کو برا مت کہو، بلکہ ان کے ظالموں کو برا کہو، کیونکہ ان میں اَبدال ہیں۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ آسمان سے ایک سیلاب بھیجے گا، جو انہیں ڈبوئے گا، یہاں تک کہ اگر لومڑیاں بھی ان سے لڑیں تو ان پر غالب آجائیں گی۔ اس کے بعد اللہ

تعالیٰ میری اولاد سے ایک شخص کو بھیجیں گے جو کم سے کم بارہ ہزار کے لشکر میں اور زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار کے لشکر میں نکلیں گے۔ ان کی نشانی یا علامت اَمِتْ اَمِتْ کے الفاظ ہوں گے۔ ان کے تین جھنڈے ہوں گے، اور ان سے سات جھنڈوں والے لڑیں گے، جن میں ہر جھنڈے والا حکومت کا امید وار ہو گا۔ وہ (سات جھنڈوں والے) ان سے لڑیں گے لیکن شکست کھا جائیں گے۔ پھر ہاشمی ظاہر ہو جائیں گے، تو اللہ تعالیٰ لوگوں میں محبتیں اور نعمتیں واپس لوٹا دے گا۔ لوگ اسی حال پر ہوں گے کہ دجال کا خروج ہو جائے گا۔

یمن میں حضرت امام مہدی کی نصرت و بیعت کے لیے قائم تنظیم "**حركة أنصار المهدي**" کا شعار یہی نعرہ ہے، انہوں نے اسے زندہ کر دیا ہے۔ الحمد للہ

پگڑی

عمامہ عربوں بلکہ مسلمانوں کا تاج ہے، اگر چہ عمامے کے بارے میں منقول مرفوع روایات ضعیف ہیں، لیکن امت کا تعامل اس کے ساتھ استحباب کا ہے۔ ان احادیث کا ایک مجموعہ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے المقاصد الحسنہ میں نقل کیا ہے۔

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت منقول ہے:

فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلانِسِ. (أخرجه أبو داود والترمذي و قال: حديث غريب، و إسناده ليس بالقائم، و ضعفه أيضا السخاوي في المقاصد الحسنة)

”ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق یہ ہے کہ ہم ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھتے ہیں۔“

عمامہ کے مستحب ہونے میں علماء امت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، اختلاف اس کی صفت اور کیفیت میں ہے۔ ان صفات میں سے ایک صفت یہ بھی احادیث میں منقول ہے کہ عمامہ ایسا باندھا جائے کہ اس کا ایک یا دو پیچ گلے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے نکالے جائیں۔ ایسے عمامے کو عربی میں محنّکہ کہتے ہیں۔ اگر چہ ایسی پگڑی احناف کے نزدیک سنت نہیں ہے تاہم مالکیہ اور حنابلہ اسے سنت سمجھتے ہیں۔

گلے سے نیچے نکالا جانے والا عمامہ

موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں لکھا ہے: پگڑی میں تحنیک کی صورت یہ ہے کہ ٹھوڑی کے نیچے پگڑی کے ایک دو پیچ گھمائے جائیں، اور پگڑی میں تحنیک مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک سنت ہے۔ ان کے نزدیک

اس سلسلہ میں حاصل کلام یہ ہے کہ تحنیک و شملہ کے بغیر پگڑی مکروہ ہے، اگر تحنیک و شملہ دونوں ہوں تو یہ نہایت مکمل درجہ اور سنت ہے، اور اگر ان دونوں میں ایک بھی پایا جائے تو کراہت ختم ہو جاتی ہے۔ البتہ کراہت کی علت میں اختلاف ہے؛ ایک قول یہ ہے کہ اس کی وجہ سنت کے خلاف ہونا ہے۔ حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک پگڑی میں تحنیک مسنون نہیں ہے، بلکہ صرف شملہ مسنون ہے۔ (موسوعہ فقہیہ جلد ا، بحوالہ ابن عابدین، مواہب الجلیل، حاشیۃ الجمل، کشاف، القناع)

زاد المعاد في هدي خير العباد میں آپ ﷺ کے لباس کے بارے میں فصل قائم کی ہے، جس میں فرمایا ہے: و كَانَ يُدخِلُهَا تَحْتَ حَنَكِه.

"آپ ﷺ عمامے کا ایک حصہ ٹھوڑی کے نیچے سے نکالتے تھے۔"

حضرت امام مہدی کے بارے میں وہب بن منبہ رحمہ اللہ کی ایک روایت ہے کہ:

إِنَّ المَهْدِيَّ يَسِيرُ إِلى قِتَالِ الدَّجَّالِ و عَلىٰ رَأْسِه عِمَامَةُ رَسُولِ الله ﷺ، عِمَامَةٌ بَيْضَاءُ. (ذكره الإمام أبو الحسن محمد بن عبد الله الكسائي في قصص الأنبياء)

امام مہدی جب دجال سے مقابلے کے لیے چلیں گے اور آپ کے سر پر سفید عمامہ ہو گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا عمامہ تھا۔

علامہ شمس الدین محمد بن احمد السفارینی الحنبلی رحمہ اللہ نے غذاء الألباب في شرح منظومة الآداب میں لکھا ہے:

فإن لَّم تَكُنِ العِمَامَةُ مُحَنَّكَةً و لَا ذَاتَ ذُؤَابَةٍ لَمْ يَجُزِ المَسْحُ عَلَيهَا لِعَدمِ المَشَقَّةِ فِي نَزعِهَا كَالكتلةِ و لأَنَّهَا تَشبَهُ عَمَائِمَ أَهلِ الكِتَابِ، و قَدْ نُهِيَ عَنِ التَّشَبُّهِ بِهِمْ.

”اگر عمامہ ایسا نہ ہو کہ اسے ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر باندھا گیا ہو، نہ ہی اس کا کوئی کنارہ (شملہ) ہو، تو اس پر مسح کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس کے اتار دینے میں کوئی مشقت نہیں ہوتی۔ اور اس لیے بھی کہ ایسا عمامہ اہلِ کتاب کے ساتھ تشبہ ہے جس کی ممانعت کی گئی ہے۔“

پگڑی کے بارے میں علامہ سفارینی رحمہ اللہ نے مزید تفصیل سے کام لیا ہے:

مطلب يُسَنُّ تَحْنِيكُ العِمَامَةِ.

قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ التَّحَنُّكَ مَسنُونٌ و هُوَ التَّلَحِّيْ، قَالَ الشَّمسُ الشَّامي: التَّلَحِّي سُنَّةُ النَّبِيِّ ﷺ والسَّلَفِ الصَّالِحِ. و قَالَ الإمَام ابنُ مُفلح في آدابه الكبرى: مُقتضى كلامه في الرعاية استحباب الذؤابة لكل أحد كالتحنك. قال الحجاوي: يعني يجمع بين التحنك والذؤابة. انتهى.

و قَالَ الشيخ في الفتاوى المصرية: العمامةُ الشرعيةُ أن تَكُونَ مُحَنَّكَةً تحت الذقن، فإن كانتْ بذؤابة بلا حنك ففيها وجهان. و كذلك إن كانت لا ذؤابةَ لها و لا حنك ففيها قول في مذهب أحمد أنه يُمسَح عليها و هو مذهب إسحاق بن راهويه. قال: والعمائم المُكَلَّبة بالكُلَّاب تشبه المحنَّكة من بعض الوجوه فإنَّ الكلاليبَ تُمْسِكُها كما يُمْسِكُ الحنك للعمامة. و كان الصحابة يَتَحَنَّكُونَ العمائمَ، فإذا رَكِبُوا الخيلَ و طَرَدُوهَا لم تَسْقُط عمائمُهم، و كذٰلك كان أهلُ الثغور بالشام يَفعَلون ذلك.

و كَرِهَ مالكٌ و أحمدُ و غيرُهما من الأئمة لُبسَ العمائمِ المقتطعة، و هي التي لا يكونُ لها ما يُمْسِكُها تحت الذقن.

و كان عُمَرُ بن الخطاب رضي الله عنه يقولُ: لَا ينظرُ اللهُ لقومٍ لا يُدِيْرُونَ عمائمهم تحت أذقانهم، و كانوا يُسَمُّونَهَا الفَاسِقِيَّةَ، و لكن رَخَّصَ فيها إسحاقُ بن رَاهويه و غيرُه. و رُوِيَ أَنَّ أبناءَ المهاجرين كانوا يَعْتَمُّونَ كذلك.

قال شيخ الإسلام: و قد يُجْمَعُ بينهما بأَنَّ هٰذَا حالُ أهلِ الجهاد المستعدِّين له، و هذا حال مَن ليس مِن أهلِه. قَالَ: و إِمسَاكُها بالسُّيُور و نحوها كالمحنكة. انتهى.

و مُقتضٰى ذِكرِ الإمام أحمدَ ما جَاءَ عن ابنِ عمر يقتضِيْ اختصاصَ ذلك بالعالِم، فإنْ فعَلَها غيرُه فيَتَوَجَّهُ دخولُها في لباسِ الشهرة، و لا اعتبارَ بعُرفٍ حادثٍ، بل بِعُرفٍ قديمٍ. و على هذا لا خلافَ في استحباب العِمَامةِ المحَنَّكة و كراهةِ الصَّمَّاء. انتهى.

و قد قال الإمامُ مالك رضي الله عنه: أدركتُ في مسجدِ رسولِ الله ﷺ سبعينَ محَنَّكاً و إنَّ أحدَهم لو ائْتُمِنَ علٰى بيتِ المال لكَانَ به أميناً. و في لفظٍ لو استسقى بهم القطر لسُقُوا.

قَالَ عبدُ الله بن الحاجّ أحدُ أئمةِ المالكية في كتابه المدخل بعد نقلِه كلامَ أئمةِ اللغةِ في معنى الاقتعاط يعني المنهيَّ عنه في الحديث و أَنَّه من لِبْسَة الشيطان عن القاضي أبي الوليد قال: إنَّمَا كَرِهَ ذلك مالكٌ لمخالفتِه فعلَ السلف الصالح.

و قال أبو بكر الطرطوشي: اقتعاطُ العمائم هو التعميم دون حنك، و هو بدعة منكرة، و قد شاعت في بلاد الإسلام.

و نَظَر مجاهدٌ يوماً إلى رَجُلٍ اعتمَّ و لم يَحْتَنِكْ فقال: اقتعاطٌ كاقتعاطِ الشيطان، تلك عممة الشيطان و عمائم قوم لوط. و في المختصر روى ابنُ وهب عن مالكٍ أنه سُئِلَ عن العمامة يَعْتَمُّهَا الرَّجُلُ و لا يَجْعَلُها تحتَ حلقه، فأَنْكَرَهَا و قَال إنَّهَا مِن عَمَلِ القبط. قِيْل له: فإنْ صَلّى بها كذلك؟ قال: لَا بأسَ، و ليستْ مِن عملِ الناس.

و قال أشهبُّ: كان مالك رحمه الله تعالى أذا اعتمَّ جَعَلَ منها تحتَ ذقنه و أَسْدَلَ طرَفَها بين كَتِفَيْه.

و قال الحافظ عبد الحق الإشبيلي: و سُنَّةُ العمامةِ بعد فِعلها أن يُرْخِيَ طرفَها و يَتَحَنَّكَ به، فإنْ كانَ بغيرِ طرفٍ و لا تحنيكٍ فذٰلك يُكْرَه عند العلماء، والأَوْلى أن يُدخِلَها تحتَ حنكه فإنها تَقِي العنقَ الحرَّ والبردَ و هو أثبت لها عند ركوب الخيل والإبل والكرِّ والفرِّ.

قلت: و قال هذا علماءُنا. و قال في الهدى: كانَ النبيُّ ﷺ يتَلَحّٰى بالعمامة تحت الحنك. انتهى

و قد أَطْنَبَ ابن الحاجِّ في المدخل لاستحباب التَّحَنُّكِ ثم قال: و إذا كانتِ العمامةُ مِن بابِ المباح فلا بُدّ فيها من فِعلِ سُنَنٍ تتعلق بها من تناولها باليمين، والتسميةِ والذكرِ الوارِدِ إنْ كانَ مما يُلبَس جديدًا، و امتثالُ السنة في صفة

التعميم من فِعلِ التحنيكِ والعَذبةِ و تصغير العمامة بقدر سبعة أَذْرُعٍ أو نحوها يُخْرِجُونَ منها التحنيكَ والعذبةَ فإنْ زادَ في العمامة قليلاً لأجل حَرٍّ أو برد فيتسامح فيه إلى آخر ما ذكر رحمه الله.

و في فتاوى ابن عبد السلام النهي عن الاقتعاط محمولٌ على الكراهة لا على التحريم. و قال القرافي في قولهم: ما اَفْتَى مالكٌ حتى أَجَازَه سبعونَ مُحَنَّكا، ذلك دليلٌ على أنَّ العذبةَ دون تحنيكٍ يخرج منها عن المكروه لأن وصفَهم بالتحنيك دليلٌ على أنَّهم قد امتازوا به دون غيرهم، و إلَّا فما كان لوصفهم بالتحنيك فائدةٌ إذا الكلُّ مجتمعون فيه. و قد نَصَّ الشمسُ الشامي عن بعض ساداته إنما المكروه في العمامة التي ليست بهما فإنْ كانا معًا فهو الكمال في امتثال الأمر، و إن كان أحدُهما فقد خَرَجَ به عن المكروه. قلتُ: و هذا ظاهر ما استقرَّ عليه كلامُ أصحابِنا في اعتبار كون العمامة محنكةً أو ذاتَ ذؤابة، و اجتماعُ الشيئين أكملُ كما قَدَّمْنَا، واللهُ أعلم.

"ٹھوڑی کے نیچے سے عمامے کا کنارہ نکالنا مسنون ہے، اور یہی تلحّی ہے۔ اور تلحّی رسول اللہ ﷺ اور سلف صالحین کی سنت ہے، مشہور شافعی عالم محمد بن یوسف شمس الدین الشامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ٹھوڑی کے نیچے عمامہ نکالنا رسول اللہ ﷺ اور سلف صالحین کی سنت ہے۔ شمس الدین محمد ابن مفلح نے بھی الآداب الکبری میں فرمایا ہے: کہ جس طرح ہر شخص کے لیے شملہ لٹکانا مستحب ہے اسی طرح ٹھوڑی کے نیچے سے عمامہ نکالنا بھی مستحب ہے۔ شرف الدین الحجّاوی المقدسی نے فرمایا ہے کہ تحنک یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے عمامہ نکالنا اور شملہ لٹکانا دونوں کام کرنے چاہئے۔

فتاوی مصریہ میں لکھاہے کہ شرعی عمامہ یہ ہے کہ اسے ٹھوڑی کے نیچے نکالا جائے، اگر ٹھوڑی کے نیچے سے نہ نکالے اور شملہ لٹکائے تو اس میں دونوں وجہیں ہیں۔ اور اگر نہ شملہ ہو اور نہ تحنیک ہو تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مذہب میں ایک قول کے مطابق جو اسحاق بن راہویہ کا مذہب ہے کہ اس پر مسح کیا جائے گا۔ اسی طرح جو پگڑیاں ایسی ہوں کہ انہیں کنڈوں وغیرہ کے ذریعے باندھا گیا ہو یہ پگڑیاں بھی ٹھوڑی کے نیچے سے نکالی جانے والی پگڑیوں کی طرح ہیں، کیونکہ یہ کنڈے بھی انہیں مضبوط رکھتی ہیں۔ صحابہ کرام بھی اپنی پگڑیوں کو ٹھوڑی کے نیچے سے نکالتے تھے، اسی لیے جب وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر انہیں ایڑ لگاتے تھے تو ان کی پگڑیاں نہیں گرتی تھیں۔ شام کی سرحد کی حفاظت کرنے والے مجاہدین بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

امام مالک اور امام احمد رحمہا اللہ اور دوسرے ائمہ کرام نے ایسی پگڑیوں کو مکروہ قرار دیا ہے کہ جن کا کوئی حصہ بھی ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر نہ باندھا گیا ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جو اپنی پگڑیوں کو ٹھوڑیوں کے نیچے سے نہیں نکالتے، اور اس قسم کی پگڑی کا نام لوگ "فاسقیہ" رکھتے تھے۔ لیکن اسحاق بن راہویہ اور دوسرے حضرات نے اس کی اجازت دی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ مہاجرین کے بیٹے اسی طرح عمامہ باندھتے تھے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ ان دونوں قسم کی پگڑیوں (یعنی تحنیک والی اور بغیر تحنیک والی) کے درمیان تطبیق دی جاسکتی ہے کہ یہ تحنیک والی اہلِ جہاد کی پگڑیاں ہیں اور جو اس طرح نہیں ہیں وہ دوسرے لوگوں کی ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ کے مذکورہ قول کا تقاضا یہ ہے جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ عالم کے ساتھ خاص ہے۔ اگر کوئی غیر عالم کرے تو اسے شہرت کا لباس سمجھا جائے گا۔ اور اس میں جدید عُرف کا نہیں بلکہ قدیم عرف کا لحاظ کیا جائے گا۔ لہذا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عمامہ محنکہ مستحب ہے اور بغیر تحنیک و شملہ والی پگڑی مکروہ ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں ستر ایسے حضرات کو پایا جنہوں نے پگڑیاں ٹھوڑیوں کے نیچے سے نکالی تھیں۔ ان میں سے ہر شخص ایسا تھا کہ اگر اسے بیت المال کا ذمہ دار بنا دیا جاتا تو وہ امین ہوتا۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اگر ان کے وسیلے سے بارش مانگی جائے تو دعا قبول ہو۔

مالکی علماء میں سے عبد اللہ بن الحاج نے اپنی کتاب "المدخل" میں ائمہ لغت کے حوالے اقتعاط کا معنی نقل کیا ہے، (اقتعاط ایسی پگڑی کو کہتے ہیں جس کا نہ شملہ ہو اور نہ ٹھوڑی کے نیچے سے اسے نکالا گیا ہو) اس سے حدیث میں ممانعت کی گئی ہے۔ اور یہ کہ یہ شیطانی لباس ہے۔ فرمایا: امام مالک رحمہ اللہ نے اسے اس لیے مکروہ سمجھا ہے کہ یہ سلف صالحین کے فعل کے خلاف ہے۔

ابو بکر الطرطوشی رحمہ اللہ نے فرمایا: اقتعاط یعنی تحنیک کے بغیر پگڑی باندھنا بدعت منکرہ ہے اور اسلامی شہروں میں یہ پھیل چکی ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے بغیر تحنیک کے پگڑی باندھی ہوئی تھی تو فرمایا: یہ شیطان کی طرح پگڑی ہے، اور یہ قوم لوط کی پگڑی ہے۔

المختصر میں ابن وہب نے نقل کیا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ سے ایسی پگڑی کے بارے میں پوچھا گیا جسے گلے کے نیچے نہ نکالا گیا ہو تو آپ نے اسے اچھا نہیں سمجھا اور فرمایا یہ قبطیوں کا عمل ہے۔ پھر آپ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص ایسی پگڑی میں نماز پڑھے تو آپ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں

ہے، لیکن اس پر لوگوں کا عمل نہیں ہے۔ اشہب نے فرمایا کہ جب امام مالک رحمہ اللہ پگڑی باندھتے تو اسے گلے کے نیچے سے نکالتے اور اس کا ایک کنارہ اپنے کندھوں کے درمیان لٹکاتے۔

حافظ عبد الحق اشبیلی نے فرمایا: سنت عمامہ یہ ہے کہ اس کا ایک کنارہ (شملہ) چھوڑ دے اور اسے گلے کے نیچے سے نکال کر لائے۔ اگر اس کا نہ شملہ ہو اور نہ گلے کے نیچے سے نکالا گیا ہو تو ایسی پگڑی علماء کے نزدیک مکروہ ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ گلے کے نیچے سے نکالے کیونکہ یہ گرمی اور سردی سے بچاتی ہے، گھوڑے اور اونٹ کی سواری نیز حملے کے وقت ایسی پگڑی بندھی رہتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بات ہمارے علماء نے بھی کہی ہے، اور الھدی میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ گلے کے نیچے سے پگڑی نکالتے تھے۔

ابن الحاج نے المدخل میں پگڑی کے گلے کے نیچے سے نکالنے کے استحباب پر تفصیلی کلام کرنے کے بعد فرمایا: اگر پگڑی کو مباح قرار دیا جائے تب بھی کچھ افعال اس کے متعلق مسنون ہیں، جیسا کہ دائیں ہاتھ سے باندھنا، بسم اللہ پڑھنا، دعا پڑھنا اگر نئی ہو۔ سنت کی تعمیل کرنا کہ گلے کے نیچے سے نکالا جائے، شملہ چھوڑا جائے، اور سات گز یا اس کے بقدر ہو لمبی نہ ہو، ان سات گز میں سے تحنیک کا شملہ شمار نہ کیا جائے۔ اگر سردی یا گرمی سے بچنے کے لیے عمامہ میں کچھ اضافہ کر دیا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ الی آخرہ

فتاوی ابن عبد السلام رحمہ اللہ میں ہے کہ اقتعاط (جس کی تعریف پیچھے گزر گئی) مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔ قرافی رحمہ اللہ نے اس قول پر کہ "امام مالک نے اس وقت تک فتوی نہیں دیتے تھے جب تک ستر ایسے حضرات اسے جائز نہ قرار دیتے جنھوں نے داڑھی کے نیچے سے پگڑی نکال کر نہ باندھی ہوتی" فرمایا: یہ اس کی دلیل ہے کہ بغیر تحنیک کے شملہ بھی کراہت سے نکال دیتا ہے۔ کیونکہ تحنیک کی صفت اس لیے ہے کہ اس کے ذریعے امتیاز پیدا ہو جائے۔ ورنہ تو تحنیک کا کوئی فائدہ نہیں تھا، کیونکہ

سبھی اس پر متفق ہیں۔ اور شمس الشامی نے تصریح کی ہے کہ عمامہ میں مکروہ یہ ہے کہ دونوں سے خالی ہو (یعنی تحنیک اور شملہ دونوں سے) اگر دونوں سمیت پگڑی بادھی جائے تو حکم کی تمثیل میں کمال ہے۔ اور اگر ایک ہو تو پھر بھی کراہت سے نکل گیا۔

ذكر الشمس الشامي في السيرة النبوية عن شيخ شيوخه الإمام العالم العلامة الشيخ كمال الدين بن الهمام أحد أئمة السادة الحنفية في كتابه المسايرة: مَن اسْتَقْبَحَ مِنْ آخَرَ جَعْلَ بَعْضِ العِمَامَةِ تَحْتَ حَلْقِهِ كَفَرَ. أقول: و هذا أمر عجيب و لكنه إلى الحق أقرب.

شمس شامی نے سیرت نبوی میں مشہور حنفی عالم ابن الہمام رحمہ اللہ کی کتاب "المسایرۃ" سے نقل کیاہے کہ "جس شخص نے دوسرے شخص کی ایسی پگڑی کو قبیح سمجھا کہ اس نے گلے کے نیچے سے نکال کر باندھی ہو تو اس نے کفر کیا" یہ بات اگرچہ قابل تعجب ہے لیکن حق کے زیادہ قریب ہے۔

حکایت

یہاں ایک حکایت نقل کرنا زیادہ مناسب ہو گا۔ محمد بن احمد المقدسی الحُرَیشی الحنبلی رحمہ اللہ قاہرہ تشریف لے گئے، وہاں ایک طویل مدت تک مقیم رہے، یہاں تک کہ ماہر بن گئے، اور تدریس و فتوی کی اہلیت پیدا ہو گئی، اور مشائخ کی طرف سے اجازت بھی مل گئی، پھر القدس واپس تشریف لائے اور ایک زمانے تک درس میں مشغول رہے۔ آپ ایک باعمل عالم تھے، دنیا سے بہت کم حصہ وصول کیا، عبادت گزار اور تہجد گزار تھے۔ القدس اور نابلس والوں نے آپ سے بہت نفع حاصل کیا۔ آپ امراء کے پاس نہیں جاتے تھے نہ قاضیوں کے پاس، حالانکہ ان کی شدید چاہت ہوتی تھی۔ آپ حنابلہ کے مشائخ اور مفتیوں میں سے تھے۔ آپ اور محمد بن ابی اللطف کے درمیان منافرت کی کچھ فضا پیدا

ہو گئی، کیونکہ علامہ خریشی رحمہ اللہ نے جب دیکھا کہ پگڑی کا شملہ اور گلے کے نیچے سے نکالنا مستحب ہے تو آپ نے ایسا کرنا شروع کر دیا، آپ کے شاگرد اور محبت کرنے والوں نے بھی آپ کی اقتدا شروع کی، جن میں مشائخ کی اولاد بھی تھی۔ کچھ پست درجے کے لوگ آپ پر ہنستے تھے اور آپ کو اس سے روکنے کی کوشش کرتے تھے، جبکہ آپ اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اس پر ابن ابی اللطف نے یہ فتوی دیا کہ گلے کے نیچے سے اس طرح پگڑی نکالنا بدعت ہے اور ایسا کرنے والے کو سزا دی جائے، تو پست درجے کے لوگ اور بیوقوف مل کر اس قسم کی پگڑی پہننے والوں اور شیخ کو تکلیف دینے لگے، اور کہتے کہ یہ بدعتی ہیں، آپ کو وعظ سے روکنے کی کوشش کرنے لگے۔

آپ تکلیف برداشت اور صبر کرتے رہے۔ تھوڑی سی مدت گزر گئی تھی کہ شیخ ابن ابی اللطف سکتہ کی بیماری میں انتقال کر گئے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ خُریشی رحمہ اللہ کی برکت تھی، کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے جرم کے مطابق سزا دی، اور جس سنت سے آپ کو روکنے اور خاموش کرنے کی کوشش میں تھے اسی طرح انہیں موت آگئی کہ ایک بات تک منہ سے نہ نکل سکی۔ اور جیسا آپ نے مصطفیٰ ﷺ کی سنت کو مردہ کرنا چاہا اسی طرح آپ بھی مردہ قرار دئے گئے اور آپ کو زمین میں موجود ایک شگاف میں دفن کر دیا گیا۔



حرکت انصار المہدی کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ اس نے اس مسنون عمامے کو رواج دیا اور یہ اس کا رسمی نشان بن چکا ہے۔ امید یہی ہے کہ ایسی پگڑی خلافت میں بھی ایک رسمی نشان کی حیثیت اختیار کرے گی۔

جھنڈا

امام مہدی کا جھنڈا کالا ہو گا، اس بارے میں سب سے واضح روایت وہ ہے جسے مختلف ائمہ حدیث نے نقل کیا ہے:

عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تَخْرُجُ مِنْ خُرَاسَان رَايَاتٌ سُوْدٌ لَا يَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتّٰى تُنْصَبَ بِإِيْلِيَاء. (رواه الترمذي ٢٢٦٩، و أحمد في مسنده والطبراني في المعجم الأوسط)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خراسان سے کالے جھنڈے نکلیں گے، جنہیں کوئی چیز واپس لوٹا نہیں سکے گی یہاں تک کہ یہ جھنڈے ایلیاء یعنی بیت المقدس میں نصب نہ ہو جائیں۔

خراسان سے آنے والے کالے جھنڈوں وہی ہوں گے جو امام مہدی کے زمانے میں قبل از بیعت ظاہر ہوں گے، ان میں امام مہدی موجود رہے ہوں گے، احادیث میں اس کا ذکر بھی ملتا ہے:

عن ثوبان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّودَ قَدْ جَاءَتْ مِنَ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَأْتُوْهَا؛ فَإِنَّ فِيْهَا خَلِيْفَةَ اللّٰهِ المَهْدِي. (مسند أحمد ٢٢٣٨٧)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ کالے جھنڈے خراسان سے نکل چکے ہیں تو ان کے پاس جاؤ کیونکہ ان میں اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ کالے جھنڈوں میں امام مہدی موجود ہوں گے، اور ان کی ابتدا خراسان سے ہو گی، جو اس وقت ایران اور افغانستان کے درمیان منقسم ہے۔ اور ممکنہ طور پر یہ وہی جھنڈے ہیں جو (روس اور امریکہ کے خلاف) افغان جہاد کے دونوں ادوار میں ظاہر ہوئے۔ ان جھنڈوں کا ہدف شروع ہی سے یہودیوں کے قبضے سے بیت المقدس کی آزادی تھی اور ہے۔ انہوں نے وہیں پہنچ کر دم لینا ہے۔

البتہ یہ بات واضح رہے کہ حضرت امام مہدی کی بیعت مکہ میں بیت اللہ کے پاس حجر اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ہو گی۔ اور وہیں پر آپ کا ظہور ہو گا۔ تو اس سے پہلے خراسان میں کالے جھنڈوں میں امام مہدی کی موجودگی کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ امام مہدی بیعت سے پہلے ایک زمانے میں ان کالے خراسانی جھنڈوں میں شامل رہے ہوں گے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ جھنڈے امام مہدی کے لیے راستہ ہموار کریں گے۔ جیسا کہ دوسری روایت سے یہی معلوم ہوتا ہے:

عن عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدي قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وآله وسلّم: يَخْرُجُ ناسٌ مِنَ المشرق فَيُوطِّؤُونَ للمهديّ يعني سلطانَه. (ابن ماجه ٤٠٨٨)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرق سے کچھ لوگ نکلیں گے جو امام مہدی کے لیے راستہ ہموار کریں گے۔

یہی بات علامہ برزنجی رحمہ اللہ نے الاشاعہ فی اشراط الساعہ میں بھی لکھی ہے کہ:

و في رواية: فَإِنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ اللهِ المَهدِيّ، أي فيها نَصْرُه، وَ إِلَّا فهو حِينَئِذٍ

بمَكَّةَ. (الإشاعة في أشراط الساعة)

یعنی یہ جھنڈوں والے آپ کے مددگار ہوں گے، اور اس حیثیت سے آپ کی موجودگی اس میں بالواسطہ ہوگی، ورنہ درحقیقت آپ مکہ میں ہوں گے۔

شیعہ مآخذ میں ایک روایت ہے جس سے مزید وضاحت ملتی ہے اور اہلِ سنہ کی روایت کی بھی تائید ہوتی ہے:

عن أمير المؤمنين الإمام علي بن أبي طالب عليه السلام قَال: تُقبِلُ رَايَاتٌ مِنْ شَرقِيِّ الأَرضِ، لَيسَتْ بِقُطنٍ و لَا كَتَّانٍ و لَا حَرِيرٍ، مُختَّمَةٌ فِي رُؤُوسِ القَنَا، بِخَاتَمِ السَّيِّدِ الأَكبَرِ، يَسُوقُهُم رَجُلٌ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ، يَومَ تَطِيرُ بِالمَشرِقِ يُوجَدُ رِيحُهَا بِالمَغرِبِ كَالمِسكِ الأَذفَرِ، يَسِيرُ الرُّعبُ أَمَامَهَا شَهرًا. (البحار)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمین کے مشرقی خطے سے کالے جھنڈے نکلیں گے، جو نہ اونی ہوں گے نہ سوتی اور نہ ریشم کے بنے ہوں گے۔ مہر لگے ہوئے یہ جھنڈے نیزوں کے سروں پر (لہرا رہے ہوں گے) ان پر السید الاکبر کی مہر ہوگی۔ آل محمد کا ایک شخص انہیں لے چلے گا۔ جس دن یہ مشرق میں لہرائیں گے تو ان کی خوشبو مغرب میں ایسے محسوس ہوگی جیسا کہ تیز خوشبودار مشک کی ہوتی ہے، رعب ایک مہینے کی مسافت سے ان جھنڈوں سے آگے آگے ہوگا۔“

اس اثر میں منقول ”السیّد الاکبر“ سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں، اور آپ کی مہر لا إِلٰهَ إِلا الله مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ الله ہے۔ (افغانستان میں القاعدہ کے) ان جھنڈوں پر یہ مہر اسی خط اور اسی شکل کے ساتھ پائی گئی، جیسا کہ روایت میں بتایا گیا، مشرق میں لہرائے گئے تو مغرب میں ان کی خوشبو

محسوس کی گئی، اور رعب بھی ایک مہینے کی مسافت سے پڑا۔ ان جھنڈوں کی خوشبو ان کی شہرت ہی تھی جو پورے عالم میں پھیلی، امام مہدی یہی جھنڈے لے کر بیت المقدس فتح کریں گے۔

حضرت امام مہدی کے ظہور کے وقت کالے جھنڈوں والے آپ کی بیعت کریں گے۔ نعیم بن حماد کی کتاب الفتن میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مذکور ہے کہ یہ کالے جھنڈوں والے امام مہدی کے ظہور کے بعد اپنا جھنڈا امام کے حوالے کر کے ان کی اطاعت میں آجائیں گے۔

إِنَّا أَهْلَ بَيتٍ اخْتَارَ اللهُ لَنَا الآخِرَةَ على الدُّنيا و إِنَّ أَهْلَ بَيتِيْ سَيَلْقَونَ بَعْدِيْ بَلَاءً و تَطرِيدًا و تَشْرِيدًا حتّى يأتِيَ قَومٌ مِنْ هَاهُنَا مِنْ نحو المَشرِقِ، أَصْحَابُ راياتٍ سودٍ يَسألونَ الحقَّ فلا يُعطَونَه مرتين أو ثلاثا، فيُقاتِلُونَ فيُنصَرونَ فيُعطَونَ مَا سَأَلُوا فلا يقبَلُوها حتى يدفَعُوها إلى رجُلٍ من أهل بيتي، فيملؤها عدلا كما مَلؤُها ظُلما، فَمَنْ أَدركَ ذٰلكَ مِنكُم فَليَأتِهم و لَو حَبوًا على الثلج.
(نعيم بن حماد في كتاب الفتن، رقم: ٨٩٥)

ترجمہ: ہمارے اہلِ بیت کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بجائے آخرت کو چن لیا ہے، اور میرے اہلِ بیت میرے بعد جلاوطنی اور دربدری کی آزمائشوں میں مبتلا کئے جائیں گے، یہاں تک کہ مشرق کی جانب سے کالے جھنڈوں والی ایک قوم آئے گی وہ حق کا مطالبہ کریں گے (دو بار یا تین بار) لیکن وہ انھیں نہیں دیا جائے گا، چنانچہ یہ لڑیں گے اور ان کو فتح ملے گی، پھر ان کا مطالبہ پورا کیا جائے گا لیکن یہ اسے قبول نہیں کریں گے، یہاں تک کہ یہ لوگ ان جھنڈوں کو میرے اہلِ بیت کے ایک شخص کے حوالے کریں گے، پھر وہ اس (زمین) کو عدل سے اس طرح بھر دیں گے جیسے انہوں نے ظلم سے بھر

دیا تھا، پس جس شخص نے انہیں پایا تو ان کے پاس جائے چاہے برف پر گھسیٹ کر جانا پڑے۔

مشرق سے آنے والے ان جھنڈوں نے کیا مطالبہ کیا تھا، یہ الگ بحث ہے، البتہ ظاہر یہ ہے کہ یہ الدولۃ الاسلامیہ (داعش) کے جھنڈے ہو سکتے ہیں، لیکن یہ لوگ آگے جا کر اپنا جھنڈا امام مہدی کے حوالے کریں گے۔ اور امام مہدی ان جھنڈوں کے اوپر البَيْعَةُ لله کے الفاظ کا اضافہ کری گے۔ جیسا کہ نعیم بن حمادی روایت ہے۔

عن نَوفِ البكالي قَالَ: فِيْ رَايَةِ المَهدِيّ مَكتُوبٌ: البَيْعَةُ لله. (كتاب الفتن، ١٠٢٦)

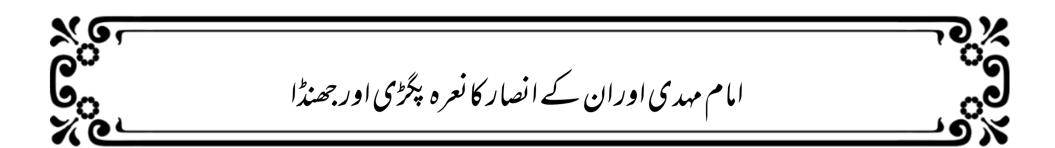
بہر حال کالے جھنڈے بیت المقدس پہنچیں گے لیکن امام مہدی کی قیادت میں، کیونکہ بیت المقدس آپ ہی کے دور میں دار الخلافہ بنے گا۔

عن علي رضي الله عنه يقول: يِسيْرُ المَهْدِيُّ حَتّٰى يَنْزِلَ بَيْتَ المَقْدِس و تُنْقَلُ إِلَيْهِ الخَزَائِنُ و تَدْخُلُ العَرَبُ والعَجَمُ و أَهْلُ الحَرْبِ والرُّوْمُ و غَيْرُهُم فِيْ طَاعَتِه. (نعيم بن حماد في كتاب الفتن)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام مہدی چلتے رہیں گے یہاں تک کہ بیت المقدس میں جا کر اتریں گے۔ وہاں ان کی جانب خزانے منتقل کئے جائیں گے۔ عربی، عجمی، اہلِ حرب اور رومی وغیرہ آپ کی اطاعت میں داخل ہو جائیں گے۔

آپ کی یہ موجودگی وہاں پر بحیثیت خلیفہ کے ہوگی، اور اس پر دوسری روایات بھی دلالت کرتی ہیں۔ جیسا کہ نعیم بن حماد نے کعب رحمہ اللہ کا اثر نقل کیا ہے:

عن كعب الأحبار قال: لَا تَنْقَضِيْ الأَيَّامُ حَتّٰى يَنْزِلَ خَلِيْفَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ بِبَيْتِ المَقْدِسِ، يَجْمَعُ فِيْهَا جَمِيْعَ قَوْمِه مِنْ قُرَيْشٍ. (نعيم بن حماد في كتاب الفتن)



ترجمہ: زمانہ اس وقت تک ختم نہیں ہو گا یہاں تک کہ ایک قریشی خلیفہ بیت المقدس نہ جائے۔ وہاں آپ اپنی قوم کے تمام لوگوں کو جمع کرے گا۔

و صلى الله على النبي الكريم و على آله الطيبين الطاهرين و أصحابه أجمعين.